کلمات اللہ کی وسعت اور سمندر کی تنگ دامانی

وسیم احمد

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل لو كان البحر مدادالكلمٰتِ ربی لنفد البحر قبل ان تنفد كلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہٖ مددا (الکھف: ۱۰۹)

کہہ دو کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ بھی میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا، گو ہم اسی جیسا اور بھی اس کی مدد میں لے آئیں

دوسری جگہ اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا گیا:

ولو انَّ مافی الارض مِن شجرة اقلامٌ وَّالبحر يمدُّهٗ من بعدهٖ سبعة ابحر مَّانفدت كلمٰت الله ط انَّ الله عزيز حكيم. (لقمٰن: ۲۷)

روئے زمین کے تمام درختوں کے اگر قلم ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو اور ان کے بعد سات سمندر اور ہوں تاہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور باحکمت ہے۔[1]

مولانا صلاح الدین یوسف ان آیات کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم محیط، اس کی حکمتیں اور وہ دلائل و براہین ہیں جو اس کی وحدانیت پر دال ہیں۔ انسانی عقلیں ان سب کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی، جلالتِ شان، اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا وغیرہ کا احاطہ یا ان کی حقیقت تک پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے۔[2]

مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنی تفسیر 'معارف القرآن' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر سمندر کو کلمات اللہ کو لکھنے کے لیے روشنائی بنالیا جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا اور کلمات اللہ ختم نہ ہوں گے، اور صرف یہی سمندر نہیں اسی جیسے اور سمندر کو بھی شامل کر دیں تب بھی بات یہی رہے گی۔ اس آیت (الکہف:۱۰۹) میں بمثلہ فرما کر اشارہ کر دیا کہ یہ سلسلہ دور تک چلا جائے کہ اس سمندر کے مثل دوسرا سمندر مل گیا پھر اس کی مثل تیسرا، چوتھا، غرض سمندروں کی کتنی ہی مقدار فرض کرلو...... ان کی روشنائی کلمات اللہ کا احاطہ نہیں کرسکتی، عقلی طور پر وجہ ظاہر ہے کہ سمندر سات نہیں سات ہزار بھی ہوں وہ بہر حال محدود اور متناہی ہیں اور کلمات اللہ یعنی معلومات اللہ غیر متناہی ہیں۔ کوئی متناہی چیز غیر متناہی کا احاطہ کیسے کرسکتی ہے۔[۳]

اس سلسلے میں علامہ عبداللہ یوسف علی کی تفسیر بھی مختصر لیکن بہت جامع ہے۔

> The Words and Signs and Mercies of Allah are in all creations, and can never be fully set out in human language, however extended our means may be imagined to be.[۴]

انسانی عقل بھی محدود ہے اور ظاہر ہے کہ وہ کلمات اللہ کا جو غیر متناہی ہیں پورا ادراک نہیں کرسکتی۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کی وضاحت کے لیے نہایت بلیغ انداز اختیار فرمایا ہے۔ اس انداز بیان سے انسانی عقل کلمات اللہ کی لامتناہیت کا کسی قدر اندازہ کرسکتی ہے۔ سمندر تو بہت بڑی چیز ہے، برسات کے زمانے میں جب ایک بڑے علاقے پر بارش ہو رہی ہو اور آسمان سے زمین تک پانی کی بوندوں کی جھڑی لگی ہوئی ہو، کسی سے ان ننھی بوندوں کو شمار کرنے کی بات کی جائے تو اسے یہ بات قطعاً ناممکن معلوم ہوگی اور ان کی تعداد کو وہ لامحدود ہی تصور کرے گا۔ سمندر میں پانی کی مقدار کے مقابلے میں بارش کے پانی کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر ہندوستان میں پورے سال میں ہونے والی بارش کا پانی سمندر میں ملا دیا جائے تو بھی سمندر کے پانی کی سطح میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوگا۔

سمندر کی اس وسعت کے باوجود جب ہم کلمات اللہ میں غور کرتے ہیں تو ان کا احاطہ کرنے کے لیے سمندر کی حیثیت ایسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسی سمندر کو اپنے اندر سمیٹنے کے لیے کوزے کی حیثیت ہے۔ یہ کوئی محض نظری (theoretical) بات نہیں اور نہ اس میں کوئی مبالغہ ہے بلکہ یہ حقیقت واقعہ کے عین مطابق ہے۔ ذیل میں اسی بات کی کسی قدر وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سمندر کی وسعت وحیثیت:

ہماری زمین کے تقریباً ۷۱ فیصدی رقبے پر سمندر پھیلا ہوا ہے۔ اور انسائکلو پیڈیا بریٹانیکا (Encyclopedia Britanica) کے مطابق زمین پر سطح سمندر کا کل رقبہ $3.62 \times 10^8\ km^2$ اور اس کی اوسط گہرائی 3.7km ہے۔[۵]

اس حساب سے سمندر کا حجم تقریباً $1.34 \times 10^9\ km^3$ یا $1.34 \times 10^{18}\ m^3$ یا $1.34 \times 10^{27}\ mm^3$ ہے۔ یعنی اگر سمندر کا سارا پانی پھوار کی مانند چھوٹی چھوٹی ($1mm^3$) بوندوں میں بدل جائے تو اس میں تقریباً 1.34×10^{27} بوندیں ہونگی۔ یہ تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس کا شمار تقریباً ناممکن ہے۔ اگر دنیا کے سارے انسان (۶ ارب) اس کام پر لگادئے جائیں اور ہر انسان کسی کمپیوٹر کی مدد سے یا اور کسی طرح ایک لاکھ بوندیں ($1mm^3$) فی سکنڈ شمار کرے تب بھی ان ساری بوندوں کو شمار کرنے میں تقریباً ستر ہزار سال لگ جائیں گے۔

کلمات اللہ کے مقابلے میں سمندر کی بے بضاعتی:

سمندر کی اس وسعت کے باوجود جب ہم کلمات اللہ پر غور کرتے ہیں تو سمندر کی وسعت ان کے مقابلے میں یکسر بے وقعت اور نہایت حقیر نظر آتی ہے۔ اس نکتہ کی مزید وضاحت کے لیے کچھ آسان اور دلچسپ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ عشری اعداد سے ایک مثال:

عشری ہندسوں میں اگر سارے دوعددی ہندسے (Two digit

(numbers) لکھے جائیں تو ان کی کل تعداد سو ($100=10^2$) ہوتی ہے (00 سے 99 تک) اگر سارے تین عددی ہندسے (three digit numbers) لکھے جائیں تو ان کی تعداد (000 سے 999 تک) ایک ہزار ($1000=10^3$) ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر 28 digit والے سارے ہندسے لیے جائیں تو ان کی تعداد 10^{28} ہوتی ہے اور یہ تعداد ہماری زمین پر جو سمندر ہے اس جیسے سات سمندروں میں بوندوں ($1mm^3$ droplets) کی تعداد سے بھی بہت زیادہ ہے۔ ہندسوں کی اس مثال سے آگے جو کچھ دوسری مثالیں پیش کی جارہی ہیں ان کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔

۲۔ ہماری آنکھیں جو رنگ دیکھ سکتی ہیں ان سے ایک مثال:

جو رنگ ہماری آنکھیں دیکھ سکتی ہیں ان میں سرخ، نیلا اور زرد اصل رنگ ہیں انہیں کی مختلف مقدار میں ملانے سے بے شمار رنگ بنتے ہیں جو ہمیں اپنے چاروں طرف بکھرے نظر آتے ہیں۔ ان رنگوں میں سے صرف دس رنگ (مثلا: ا۔ سفید، ۲۔ سرمئی، ۳۔ کالا، ۴۔ خاکی، ۵۔ نیلا، ۶۔ ہرا، ۷۔ زرد، ۸۔ نارنجی، ۹۔ سرخ، ۱۰۔ گلابی) لیے جائیں اور تصویر نمبر ا میں لیے گئے 28 کالموں میں یہ رنگ بھرے جائیں تو اس سے جتنے نمونے (patterns) بنائے جاسکتے ہیں ان کی تعداد بھی 10^{28} ہوگی (اس کو بھی اٹھائیس عددی ہندسوں کی طرح ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہاں ہندسوں کی جگہ پر رنگوں کو استعمال کیا جائے گا۔) ظاہر ہے ان سارے نمونوں (patterns) کو بیان کرنے کے لیے سمندر کی روشنائی ناکافی ہوگی۔

جیسا کہ پہلی مثال میں بیان ہوا یہاں اگر 28 کالموں کی جگہ 30 کالم لیے جائیں تو ممکنہ نمونوں (patterns) کے لیے زمین پر جو سمندر ہے اس طرح کے سات سو سمندر ہوں تو وہ بھی ناکافی ہوجائیں گے۔

تصویر نمبر ۲ میں لیے گئے بلاک (Block) میں سو (100) خانے ہیں۔ ان خانوں کو بھرنے کے لیے اگر صرف دو رنگ (مثلاً۔ کالا اور سفید) استعمال کیے جائیں تو جو نقشے (patterns) بنیں گے ان کی ایک مثال تصویر میں دکھائی گئی ہے۔ اس طرح

کے ممکنہ نقشوں کی تعداد $1.27\times10^{30} = 2^{100}$ ہوگی۔ اور اگر دو رنگوں کے بجائے یہاں بھی دس رنگ استعمال کیے جائیں تو نقشوں کی تعداد 10^{100} ہو جائے گی جن کے احاطہ کے لیے اتنے سمندر بھی ناکافی ہونگے جتنی ہمارے سمندر میں بوندوں کی تعداد ہے۔

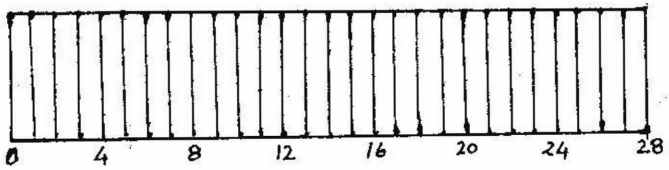

تصویر نمبر ۱

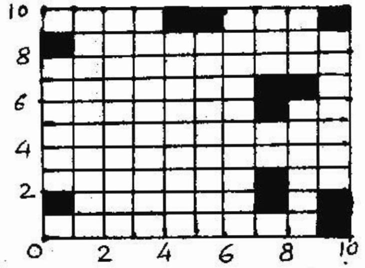

تصویر نمبر ۲

۳۔ جو آوازیں ہم سن سکتے ہیں ان سے مثال:

اسی طرح جو آوازیں ہم سن سکتے ہیں ان کے طیف (Spectrum) میں مختلف تواتر (frequency) کی مکانیکی لہروں اور ان کی توانائی کی تہوں (Energy Levels) کے اتصال سے آوازوں کے جو نمونے (patterns) ہم پیدا کر سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں ان کو لکھنے یا شمار کرنے کے لیے بھی سمندر کی روشنائی ناکافی ہوگی۔

ان چھوٹی چھوٹی مثالوں سے ہمارے رب کی خلقت اور صناعی میں جو لامتناہیت ہے اس کا ایک نہایت معمولی نمونہ سامنے آجاتا ہے۔ ورنہ رب کریم کی رحمت و ربوبیت کی جو شانیں ہر آن ظاہر ہو رہی ہیں ان کا احاطہ کر پانا کسی صورت ممکن نہیں۔ اس کے علم محیط کا حال تو یہ ہے کہ:

انّھا ان تک مثقال حبة من خردل فتکن فی صخرة او فی السمٰوٰت او فی الارض یات بها الله ط ان الله لطیف خبیر (لقمٰن:۱۶)

بیشک اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں اور زمین کے اندر کہیں بھی ہو تو اللہ اسے نکال لائے گا، بلاشبہ اللہ نہایت باریک بین، بہت باخبر ہے۔

آسمانوں کی وسعت سے متعلق سائنسی تحقیقات کی روشنی میں جو بات اب تک سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں اربوں کہکشائیں ہیں۔ ایک ایک کہکشاں میں تقریباً سوسو ارب ستارے ہیں۔ سیاروں اور سیارچوں کی تعداد معلوم نہیں کہ کتنی ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں کہ بیسویں صدی کے ربع اوّل (۱۹۲۴ء) تک یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ہماری کہکشاں کے علاوہ بھی آسمان میں کسی اور کہکشاں کا وجود ہے۔[٦] چنانچہ کائنات میں پھیلی ہوئی دور دراز کہکشاؤں، ستاروں اور سیاروں سے قطع نظر کہ ان کی تفصیلات ابھی زیادہ معلوم نہیں، صرف ہماری زمین پر ہی نباتات، جمادات، حیوانات اور انسانوں کے مختلف گروہوں اور رنگ ونسل کی صورت میں جو نشانیاں ہمارے اطراف میں پھیلی ہوئی ہیں ان کے ایک ایک گروہ میں بظاہر یکسانیت کے باوجود بے شمار علامات ایسی ہیں جو ان کے افراد کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں، ان میں غور کرنے سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ ان باتوں کی طرف قرآن مجید نے صرف اشارے کیے ہیں تاکہ ہر زمانے میں لوگ اپنی ذہنی اور علمی استعداد کے مطابق غور و فکر کر کے رہنمائی حاصل کر سکیں۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

الم تر ان اللّٰہ انزل من السمآء ماءً ج فاخرجنا به ثمرات مختلفا الوانها ط ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانها وغرابیب سود. ومن الناس والدوآب والانعام مختلف الوانه کذالک ط انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلمٰٓؤا ط ان اللّٰہ عزیز غفور . (فاطر: ۲۷-۲۸)	کیا آپ نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں سفید اور سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں، اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔

اس آیت میں جُدَدٌ کا ترجمہ مختلف حصے کیا گیا ہے۔ اس کا ایک ترجمہ راستے یا

لکیروں سے بھی کیا جاتا ہے اور اس ترجمے سے بات اور واضح ہوتی ہے۔ آجکل طرح طرح کی رنگوں والے پتھروں کے بلاک عمارتوں میں بہت استعمال ہورہے ہیں۔ ان میں مختلف رنگوں کی لکیروں کے جو نمونے روزانہ ہماری نظروں سے گذرتے ہیں ان پر اوپر دی گئی مثالوں کی روشنی میں غور کرنے سے ہمارے رب کی صناعی کی اس چھوٹی سی مثال میں ہی اس کے کلمات کی لامتناہیت بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے۔

اسی طرح کسی باغ میں پھیلے ہوئے رنگ برنگے پھولوں اور پھلوں وغیرہ کے مختلف نمونوں کو دیکھ کر ایک مومن بندے کا ذہن اپنے رب کی صنعت وکاریگری کی طرف رجوع ہوتا ہے اور اوپر دی گئی مثالوں کی روشنی میں اس کی لامتناہیت کا ایک نمونہ سامنے آجاتا ہے۔ ارشاد ہے:

والارض مددنها والقينا فيها رواسی وانبتنا فيها من كل زوج بهيج. تبصرة وذكرٰى لكل عبد منيب . (ق:۷-۸)

اور ہم نے زمین پھیلائی اور اس میں مضبوط پہاڑ گاڑ دیے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما نباتات اگائے (حق کی طرف) رجوع کرنے والے ہر بندے کی بصیرت اور یاددہانی کے لیے۔

انہیں مثالوں سے اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور اس کے مقابلے میں انسانی علم کی کم مائیگی، تنگ دامانی اور کمال محدودیت کا کسی قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اور قرآن کی اس آیت کا مفہوم بہتر طور پر سمجھ میں آسکتا ہے۔ ارشاد ہے:

ان اللّٰـه عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم مافی الارحام. وما تدری نفس ماذا تكسب غدا. وماتدری نفس بای ارض تموت. ان اللّٰـه عليم خبير. (لقمان: ۳۴)

بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔

اس آیت میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک ایسا ہے کہ اس کے ظاہر ہونے میں بے شمار Variables اپنی بہت ساری ممکنہ اقدار کے ساتھ اثر انداز

ہوتے ہیں اس لیے ان کے ممکنہ نتائج کا صحیح تعین نہ تو انسان کے بس کی بات ہے اور نہ کسی بڑے سے بڑے ترقی یافتہ سپر کمپیوٹر ہی سے یہ ممکن ہے۔ مثلاً بارش کے لیے سمندر کے کس حصے سے اٹھنے والے ابخرات کو ہوائیں کہاں کہاں لیے پھریں گی؟ ان کے رخ اور رفتار پر بے شمار چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور پھر یہ ابخرات کہاں بادل کی صورت اختیار کرتے ہیں اور کس جگہ ان کی اونچائی کثافت اور حرارت وغیرہ ان بادلوں کو بارش کی صورت میں برسنے کے لیے سازگار ہوتی ہے یہ اور اس طرح کے دوسرے بہت سے اسباب ہیں جن کی ممکنہ صورتوں اور مجموعی اثرات کو اوپر دی گئی مثالوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ ان کا پورا احاطہ کر پانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس کا پورا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

حواشی و مراجع:

۱۔ ان آیات کے معانی کا ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی کا ہے۔ یہ ترجمہ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ سے ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوا۔

۲۔ قرآن کریم مع اردو ترجمہ (مولانا محمد جوناگڑھی) وتفسیری حواشی (مولانا صلاح الدین یوسف)۔ شاہ فہد قرآنِ کریم پرنٹنگ کمپلکس، مدینہ منورہ (بدون تاریخ) ص:۸۳۱

۳۔ مولانا مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ربانی بک ڈپو، کڑہ شیخ چاند، لال کنواں، دہلی، ۱۹۸۴ء، جلد ہفتم، ص ۴۸

۴۔ The Holy Quran - English translation of the meanings and commentary by Abdullah Yusuf Ali (Revised and Edited by the Presidency of Islamic Researches, IFTA, Call and Guidance), King Fahd Holy Quran Printing Complex, Al - Madinah Al - Munawwarah, 1410 H.

۵۔ *The New Encyclopedia Britannica,* Encyclopedia Britannica Inc. Chicago, 1993, Vol.8, p. 861

۶۔ SM Alladin and SN Hasan, Interactions and Mergers of Galaxies", *Rsonance Journal of Sciences and Education,* Indian Academy of Sciences, Bangalore, Vol.12, No.3, March 2007, pp. 13-26